از تحقیقات و تعلیقات

الشیخ ناصر الدین البانی
الشیخ المحدث شعیب ارنووط
الشیخ عبد الرزاق مہدی
الشیخ مصطفی السید محمد
الشیخ محمد فضل عجماوی
الشیخ حسن عباس قطب
الشیخ محمد السید رشاد
الشیخ علی احمد الباقی
الشیخ زبیر علی زئی
الشیخ مبشر احمد ربانی

جدید محقق ایڈیشن

عصرِ حاضر کی تقریباً تمام تحقیقات سے استفادہ شدہ

تفسیرِ ابنِ کثیر

جلد: 1



تالیف
حافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقی

ترجمہ
مولانا محمد جوناگڑھی

اہتمام تخریج وتحقیق
حافظ عمران ایوب لاہوری

ناشر
فقہ الحدیث پبلیکیشنز

ڈسٹری بیوٹر
نعمانی کتب خانہ

ابو امیمہ اویس

QLRF

FIQHULHADITH PUBLICATIONS

تفہیم کتاب و سنت کا تحقیقی وطباعتی ادارہ

نام کتاب

تفسیر ابن کثیر

تالیف	امام ابوالفداء عماد الدین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
ترجمہ	مولانا محمد جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ
اہتمام تخریج وتحقیق	حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	مارچ ۲۰۰۹ء
مطبوعہ	قرطاس پرنٹرز لاہور
ناشر	فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور پاکستان
ڈسٹری بیوٹر	نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

FIQH-UL-HADITH PUBLICATIONS

Lahore-Pakistan Mob. 0300-4206199

E-mail: editor@fiqhulhadith.com, Website: www.fiqhulhadith.com

کے ناموں کے ساتھ پکارو۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ نام اور ہے اور نام والا اور۔

اب ان کے دلائل بھی سنیے جو اسم اور مسمی کو ایک ہی بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ﴾ (الرحمن/ ۷۸) الخ جلال واکرام والے تیرے رب کا بابرکت نام ہے۔ تو نام کو برکتوں والا فرمایا حالانکہ خود اللہ تعالیٰ برکتوں والا ہے۔ اس کا آسان جواب یہ ہے کہ اس مقدس ذات کی وجہ سے اس کا نام بھی عظمتوں والا ہے ان کی دوسری دلیل یہ ہے کہ جب کوئی شخص کہے کہ زینب پر طلاق ہے تو طلاق اس کی بیوی جس کا نام زینب ہے ہو جاتی ہے۔ اگر نام اور نام والے میں فرق ہوتا تو نام پر طلاق پڑتی' نام والے پر کیسے پڑتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ اس ذات پر طلاق ہے جس کا نام زینب ہے۔ تسمیہ کا اسم سے الگ ہونا اس دلیل کی بنا پر ہے کہ تسمیہ کہتے ہیں کسی کا نام مقرر کرنے کو اور ظاہر ہے یہ اور چیز ہے اور نام والا اور چیز ہے۔ رازی کا قول یہی ہے یہ سب کچھ تو لفظ "باسم" کے متعلق تھا اب لفظ "اللہ" کے متعلق سنیے۔ اللہ خاص نام ہے رب تبارک وتعالیٰ کا۔ کہا جاتا ہے کہ اسم اعظم یہی ہے اس لیے کہ تمام عمدہ صفتوں کے ساتھ ہی موصوف ہوتا ہے۔ جیسے کہ قرآن پاک میں ہے ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ﴾ (الحشر/ ۲۲) الخ یعنی وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے' جو رحم کرنے والا مہربان ہے۔ وہی اللہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' جو بادشاہ ہے پاک ہے' سلامتی والا ہے' امن دینے والا ہے' محافظ ہے' غلبہ والا ہے' زبردست ہے' بڑائی والا ہے' وہ ہر شرک سے اور شرک کی چیز سے پاک ہے۔ وہی اللہ پیدا کرنے والا' مادہ کو بنانے والا' صورت بخشنے والا ہے۔ اس کے لیے بہترین پاکیزہ نام ہیں' آسمان وزمین کی تمام چیزیں اس کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔ وہ عزتوں اور حکمتوں والا ہے۔ ان آیتوں میں تمام نام صفاتی ہیں' اور لفظ اللہ ہی کی صفت ہیں یعنی اصلی نام اللہ ہے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ ہی کے لیے ہیں پاکیزہ اور عمدہ عمدہ نام۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے تمام صفاتی نام خود تجویز فرمانا: پس تم اس کو ان ہی ناموں سے پکارو۔ اور فرماتا ہے۔ اللہ کو پکارو۔ یا رحمٰن کو پکارو۔ جس نام سے پکارو۔ اسی کے پیارے پیارے اور اچھے اچھے نام ہیں۔ [1] بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک کم ایک سو' جو انہیں یاد کرلے جنتی ہے۔ [2]

ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ان ناموں کی تفصیل بھی آئی ہے [3] اور دونوں کی روایتوں میں الفاظ کی

---

[1] [سورة بنی اسرائیل: آیت ۱۱۰]

[2] [صحیح: صحیح بخاری: کتاب التوحید: باب ان اللّٰه مائة اسم الا واحدة (۷۳۹۲) صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء: باب فی اسماء اللّٰه تعالی (۲۶۷۷)]

[3] [ضعیف: ترمذی: کتاب الدعوات (۳۵۰۷) ابن ماجه: کتاب الدعاء: باب اسماء اللّٰه عزو جل (۳۸۶۱) بغوی (۱۲۵۷) حاکم (۱/۱۲) بیهقی (۱۰/۲۷) حاکم (۱/۱۶)] شیخ البانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [ضعیف ترمذی (۶۹٦)] حافظ زبیر علی زئی اور مولانا مبشر احمد ربانی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔]

کچھ تبدیلی کچھ کمی زیادتی بھی ہے۔ رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بعض لوگوں سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام ہیں۔ ایک ہزار قرآن شریف اور صحیح حدیث میں ہیں اور ایک ہزار توراۃ میں اور ایک ہزار انجیل میں اور ایک ہزار زبور میں ہیں اور ایک ہزار لوح محفوظ میں۔

اللہ ہی وہ نام ہے جو سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی اور کا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک عرب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کا اشتقاق کیا ہے اس کا باب کیا ہے بلکہ ایک بہت بڑی نحویوں کی جماعت کا خیال ہے کہ یہ اسم جامد ہے اور اس کا کوئی اشتقاق ہے ہی نہیں۔ قرطبی رحمہ اللہ نے علماء کرام کی ایک بڑی جماعت کا یہی مذہب نقل کیا ہے جن میں سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ امام خطابی رحمہ اللہ امام الحرمین رحمہ اللہ امام غزالی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔ خلیل اور سیبویہ سے روایت ہے کہ الف لام اس میں لازم ہے۔ امام خطابی نے اس کی ایک دلیل یہ دی ہے کہ یا اللہ تو کہہ سکتے ہیں مگر یا الرحمٰن کہتے کسی کو نہیں سنا اگر لفظ اللہ میں الف لام اصل کلمہ کا نہ ہوتا تو اس پر ندا کا لفظ یــا داخل نہ ہوسکتا کیونکہ قواعد عربی کے لحاظ سے حرف ندا کا لفظ لام والے اسم پر داخل ہونا جائز نہیں۔

بعض لوگوں کا یہ قول بھی ہے کہ یہ مشتق ہے اور اس پر روبہ بن عجاج کا ایک شعر دلیل لاتے ہیں جس میں مصدر تَأَلُّهٌ کا بیان ہے جس کا ماضی مضارع "اِلَهَ يَأْلُهُ اٰلِهَةً" اور "تَأَلُّهًا" ہے جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ "وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ" پڑھتے تھے۔ مراد اس سے عبادت ہے۔ یعنی اس کی عبادت کی جاتی ہے اور وہ کسی کی عبادت نہیں کرتا۔ مجاہد وغیرہ کہتے ہیں۔ بعض نے اس پر اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ ﴿وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ﴾ (۱) اور آیت میں ہے ﴿وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰــــهٌ﴾ (۲) یعنی وہی اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ وہی ہے جو آسمان میں معبود ہے اور زمین میں معبود ہے۔ سیبویہ خلیل سے نقل کرتے ہیں کہ اصل میں یہ "اِلٰهٌ" تھا جیسے "فِعَالٌ" پھر ہمزہ کے بدلے الف ولام لایا گیا جیسے "النَّاس" کہ اس کی اصل "اُنَاسٌ" ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس لفظ کی اصل "لَاهٌ" ہے الف لام حرف تعظیم کے طور پر لایا گیا ہے۔ سیبویہ کا بھی پسندیدہ قول یہی ہے۔ عرب شاعروں کے شعروں میں بھی یہ لفظ ملتا ہے۔ کسائی اور فرا کہتے ہیں کہ اس کی اصل اَلْاِلٰــہ تھی ہمزہ کو حذف کیا اور پہلے لام کو دوسرے میں ادغام کیا جیسے کہ ﴿لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ﴾ (۳) میں "لٰكِنْ اَنَا" کا "لٰكِنَّا" ہوا ہے۔ چنانچہ حسن کی قرات میں "لٰكِنْ اَنَا" ہی ہے اور اس کا اشتقاق وَلِهَ سے ہے اور اس کے معنی "تَحَيَّرَ" ہیں "وَلَهٌ" عقل کے چلے جانے کو کہتے ہیں۔ عربی میں "رَجُلٌ وَالِهٌ" اور "اِمْرَاَةٌ وَلْهٰى" اور "مَوْلُوْهَةٌ" اس وقت کہتے ہیں جب وہ جنگل میں بھیج دیا جائے۔ چونکہ ذات باری تعالیٰ میں اور اسکی صفتوں کی تحقیق میں عقل حیران وپریشان ہوجاتی ہے اس لیے اس پاک ذات کو اللہ کہا جاتا ہے۔ اس بنا پر اصل میں یہ لفظ "وِلَاهٌ" تھا۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا جیسے کہ "وِشَاحٌ" اور "وِسَادَةٌ" میں اشاح اور اسادہ کہتے ہیں۔

---

(۱) [سورة الانعام : آیت ۳] (۲) [سورة الزخرف : آیت ۸٤]

(۳) [سورة الكهف : آیت ۳۸]